راہِ ہدایت

شیخِ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

حضرت محمد احسن بیگ صاحب دامت برکاتہم

کے خصوصی مواعظ

تصویب وتوثیق : مشائخ کرام دامت برکاتہم

نام کتاب	....	راہ ہدایت
ترتیب وتدوین	....	محمد ناظم سرور
معاونت	....	عبیدالرحمٰن زلفی وعبدالمبین
تصحیح	....	مولانا خضر حیات
نظر ثانی	....	سید زاہد علی زاہد
ناشر	....	حافظ انس زاہد ترمذی
اشاعت	....	2017ء
تعداد	....	2000

تاریخ:۶ جولائی ۲۰۱۷ء بروز جمعرات

بمقام: راولپنڈی مرکز

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ۔ موجبِ تخلیقِ کائنات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَ صَلَّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہِ النَبِیِّ الْکَرِیْم

اَمَّابَعْد فَاَعُوْذُ بِااللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِO مَآ اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ O اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُوْ الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ O (پارہ ۲۷، سورۃ الذّٰریٰت ۵۱، آیت ۵۶ تا ۵۸)

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔ میں اُن سے رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں۔ اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا ہے۔ قوت والا، نہایت قوت والا ہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیّت:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! شُکْرُ لِلّٰہِ! اللہ تعالیٰ نے ساتھیوں کو مرکز آنے کی توفیق بخشی۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ کسی طریقے سے ساتھیوں کو سمجھ آ جائے، یہ نعمت، یہ دولت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ذکر کس چیز کا نام ہے۔ یہ نعمت، یہ دولت کیا چیز ہے؟ میں نے رمضان شریف میں ختمِ قرآن کے موقع پر بات چیت کی تھی۔ تھوڑی بہت کوشش کی تھی کہ دل کا درد بیان کروں۔ وقت تھوڑا تھا، ابھی بھی وقت تھوڑا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ ہمارا وجود، جس پر ہمیں ناز ہے۔ ہمیں اپنی آنکھوں پر ناز ہے، ہمیں اپنے چہرے پر ناز ہے، ہمیں اپنے بدن پر ناز ہے، ہمیں اپنے مال پر ناز ہے اور ہمیں اپنے عہدے پر ناز ہے۔ اسلام آباد والے پنڈی والوں پر ناز کرتے ہیں کہ ہم اسلام آباد کے رہنے والے ہیں۔ قدرتی چیز ہے، انسان اپنی چیزوں پر ناز کرتا ہے۔

مقامِ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم :

یہ سارا جہاں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خاطر سجایا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کی پیدائش مقرر شدہ نہ ہوتی تو کچھ بھی پیدا نہ ہوتا۔ کچھ بھی نہ ہوتا۔ کوئی شے اپنے وجود میں نہ آتی۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بات تو بہت بڑی ہے، جس کسی نے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایمان کی حالت میں دیکھا ہے۔ محض دیکھنا، صرف وجودِ اقدس کے ساتھ آنکھیں چار ہوگئیں۔ دو آنکھیں جس کی اپنی نہیں، دو آنکھیں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یا وجودِ اقدس کا کچھ حصہ یا دستِ اقدس مبارک دیکھ لیا ہے، اُن جیسا کوئی نہیں ہوسکتا۔ پھر جس کسی نے اُن کو دیکھا، تابعین کہے جاتے ہیں۔ وہ ہستیاں، اُن جیسا کوئی نہیں ہو سکتا۔ پھر جس کسی نے اُن کو دیکھا ہے، اُن جیسا بھی کوئی نہیں ہوسکتا، اُنہیں تبع تابعین کہتے ہیں۔ تو یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے، چھوٹا سا معیار ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ اقدس کو پہچاننے کا۔ ہمارے دادا جان حضرت عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کو رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا واسطہ نہ دیتے تو رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَO (سورۃ ۷: آیت ۲۳) کبھی زبان پر نہ آتا۔ ؎

اگر نام محمد را نہ آوردے شفیع آدمؑ (مولانا جامیؒ)

حضرت آدم علیہ السلام کی شفاعت بھی نہ ہوتی۔ اس وقت وجودِ اقدس اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرّر شدہ تھا، مگر نام و نشاں بھی نہیں تھا۔ کہاں تھے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم؟ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ جب طوفانِ نوحؑ آیا ہے، ساری دنیا کو گھیرے میں لیا ہے۔ کئی دن تک ہر شے ڈوبی رہی ہے۔ نوح علیہ السلام کشتی میں ہی نماز پڑھتے رہے۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کا سیلاب ختم نہ ہوتا اگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا واسطہ نہ دیتے۔ ؎

اگر نام محمد رانہ آوردے شفیع آدمؑ

نہ آدمؑ یافتے توبہ نہ نوحؑ از غرق نجّینا (مولانا جامیؒ)

اِسی طرح یوسف علیہ السلام کبھی کنوئیں سے نہ نکلتے، یعقوب علیہ السلام کا غم دور نہ ہوتا، ایوب علیہ السلام کی

بیماری کبھی نہ جاتی، ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ گلزار کبھی نہ بنتی۔ جب انہوں نے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا واسطہ دیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن پر رحمت کا فیصلہ ہوا۔ یہ قرآن شریف بھرا ہوا ہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ O(سورۃ ۷: آیت ۲۳) (اے اللہ! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا، اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔) میری بات پر غور کیجئے، مہربانی کیجئے۔ بڑی مشکل سے اپنا درد بیان کر رہا ہوں۔ کئی سالوں سے یہ چیز میرے دل میں تھی جو ہمت کر کے بیان کر رہا ہوں۔ کاش! کاش! کسی کو سمجھ آ جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا جو زمین پر قبول ہوئی، رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا... الخ۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نے ایک امانت مقرر فرمائی اور پہاڑوں کو پیش کی تو ان پر لرزہ طاری ہو گیا۔ انھوں نے کہا اے اللہ تعالیٰ! ہمیں معاف کیجئے، ہم اس قابل نہیں ہیں۔ اس طرح سے ہر مخلوق کو پیش کی۔ سب نے توبہ توبہ نکالی، صرف انسان نے قبول کی۔ جب انسان نے وہ امانت قبول کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، کہ اے انسان! ظَلُوْمًا جَھُوْلًا O(سورۃ ۳۳: آیت ۷۲) ظالم بھی ہے اور جاہل بھی ہے۔ کتنا بڑا عالمِ دین ہو، اپنے علم پر ناز ہو مگر عنداللہ جاہل ہے۔ حقیقتاً جاہل ہے۔ ایک شخص بڑا انصاف پسند ہو، انصاف کرتا ہو مگر وہ ظالم ہے۔ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا O(سورۃ ۳۳: آیت ۷۲) یہ ظالم بھی ہے اور جاہل بھی ہے۔ حضرتِ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ میں نے اپنی جان پر ظلم کر رکھا ہے، رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا۔ جب تک تو مغفرت نہیں فرمائے گا، جب تک تو رحمت نہیں فرمائے گا، لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ میں خسارے میں رہوں گا۔ آدم علیہ السلام کے بعد نوح علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا کہ یا اللہ جب تک تو رحم نہیں فرمائے گا، میں خسارے میں رہوں گا۔ سارے انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا واسطہ دیا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے۔ اللہ کے نبیؑ پیدائشی نبیؑ ہوتے ہیں، عقیدے کی بات ہے۔ نبیؑ کی نبوت پیدائشی ہوتی ہے۔ اللہ کے سارے نبی پیدائشی نبیؑ ہیں۔ کوئی ولی پیدائشی ولی نہیں ہوتا۔ یہ خاصہ نبوّت کا ہے بس۔ باقی محنت کرنی، کمائی کرنی پڑتی ہے۔ بدن کو نچوڑنا پڑتا ہے، جھنجھوڑنا پڑتا ہے، پسینا پڑتا ہے۔ تب شے نصیب میں آتی ہے۔ نبوّت وَہبی چیز ہے۔ ولایت کسبی چیز ہے۔ اس کے لئے محنت درکار ہے۔ اس لئے آنکھوں پر، زبان پر، کان پر، ہاتھوں پر اور پاؤں وغیرہ پر پابندیاں لگانی ہوں گی۔ کیونکہ یہ

معصوم نہیں ہے۔

شرح صدر کی نعمت:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصومِ کلّی ہوتے ہیں۔ اللہ اکبر! ایک بات ضمناً آ گئی۔ پیدائشی نبی موسیٰ علیہ السلام، جس صندوق میں بند تھے، اس ماں نے کس ہمت کے ساتھ اپنے جگر گوشے کو دریائے نیل میں بہایا۔ بچی کو ساتھ کیا۔ بچہ دریا کے مخالف سمت میں گیا، مطلب یہ کہ مخالف کنارے پر۔ محل کی طرف جو نہر جاتی تھی اس طرف نہیں گیا، بائیں طرف گیا۔ صندوق مڑا، دائیں طرف گیا اور محلات کے پاس سے گزرا۔ لمبا واقعہ ہے، سب جانتے ہیں ماشاء اللہ۔ پیدائشی نبی موسیٰ علیہ السلام، کا جب اللہ تعالیٰ سے کلام ہوا ہے تو دو چیزیں عنایت ہوئیں۔ ایک یہ فرمایا گیا، اے موسیٰ علیہ السلام! آپ کے ہاتھ میں کیا ہے۔ فرمایا عصا ہے۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُ اعَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَاعَلٰى غَنَمِيْ وَ لِيَ فِيْهَا مَارِبُ اُخْرٰىO قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوسٰى Oفَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى O (سورۃ ۲۰: آیت ۱۸ تا ۲۰) تو وہ عصا خون خوار سانپ بن گیا۔ فرمایا اس کو پکڑیں۔ جب اسے پکڑا تو واپس عصا بن گیا۔ فرمایا! یہ پہلی نشانی ہے۔ دوسرا فرمایا! کہ اپنے بغل میں ہاتھ رکھیں اور باھر نکالیں تو چاند کی طرح چمکدار تھا۔ فرمایا! یہ دوسری نشانی ہے۔ آپ جائیں! فرعون حد سے بڑھ گیا ہے، کفر میں بہت آگے نکل گیا ہے۔ اپنے آپ کو ربّ الاعلیٰ کہتا ہے۔ آپ جائیں! اور اسے میری طرف بلائیں۔ تو دو معجزے دونوں ایک ہی ہاتھ میں، داہنے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، یا اللہ! معجزے تو آپ نے عطا فرمائے، شُکر ہے، مگر مجھے شرحِ صدر عنایت فرما دیجئے۔ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ O وَ يَسِّرْلِيْٓ اَمْرِيْ O وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ O يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ O (سورۃ ۲۰۔ آیت ۲۵ تا ۲۸) قرآن شریف کی آیتِ مبارکہ سورۃ طٰہٰ میں دی گئی ہے۔ مراد یہ ہے، مطلب یہ ہے کہ شرحِ صدر معجزات سے بڑھ کر ایک نعمت کا نام ہے۔ یہ بات میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ مرشد آباد میں بتائی ہے۔ جب رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی باری آئی تو نقطہ آغاز ہی اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (سورۃ ۹۴: آیت ۱) سے کِیا۔ کیا ہم نے آپ کو شرحِ صدر عطا نہیں فرمایا؟ جہاں باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ختم ہوتی ہے، میرے استاد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مینار بنایا جائے، جہاں سارے انبیاء کی شان اکٹھی کر کے ختم ہوتی ہے، وہاں سے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عظمت اور

شان شروع ہوتی ہے۔

جہانوں کیلئے رحمت:

دل کے درد کی بات یہ ہے۔اس طرح سارے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنی انکساری اور رحمت کی طلبگاری فرمائی ہے۔اور یہاں کیا عالم ہے؟ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ O (سورۃ ۲۱: آیت ۱۰۷)۔ سب نے اُن کے طفیل مانگا اور یہاں ابتدائی نقطہ، جہانوں کے لئے رحمت۔ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ O (سورۃ ۲۱: آیت ۱۰۷)۔کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پوری کائنات کے لئے رحمت بنا کر نہیں بھیجا؟ عرض یہ ہے کہ وَاللّٰهُ يَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ (سورۃ ۲: آیت ۱۰۵) جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مختص کر لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل فرما لیتا ہے۔اصل چیز رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نعمتِ باری تعالیٰ ہمیں بخشی گئی ہے۔وہ پوری کائنات کے لئے رحمت عطا فرما دی گئی۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سِوا اور کسی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو معراج شریف نصیب نہیں ہوئی۔ یہ خاصہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا فرمایا گیا ہے۔اپنے پاس بالکل قریب ترین بلایا۔ فَكَانَ قَابَ قَوۡسَيۡنِ اَوۡ اَدۡنٰى O (سورۃ ۵۳: آیت ۹)۔دو قوسوں کے درمیان فاصلہ یا اس سے بھی قریب۔ بات چیت جو ہوئی، وہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں یا رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جانتے ہیں۔اس وقت ان کو اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ذکر کا حکم فرمایا۔اس وقت، صدیوں صدیوں پرانی بات ہے۔آج ہمارے پاس فرصت نہیں ہے، کام کاج اتنے زیادہ ہیں کہ ہمارے پاس وقت نہیں ہے اور ہم بہت بڑے صوفی ہیں۔ بڑے پارسا بنتے ہیں ماشاءاللہ۔اللہ تعالیٰ سب کی پارسائی قبول فرمائے۔ بات یہ ہے کہ یہ نعمت عام نعمت نہیں ہے۔ یہ ذکر فکر، عام ذکر فکر نہیں ہے۔ یہ پیری مریدی، عام پیری مریدی نہیں ہے۔اس راستے میں آنا، اس راستے میں شامل ہونا، حلقے میں آنا، عام بات نہیں ہے۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، پرانے ساتھی جانتے ہیں ماشاءاللہ! یہ میری جماعت نہیں ہے، رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی جماعت بھی نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی جماعت ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبول فرمائے۔ ہماری خطائیں معاف فرمائے۔اور ہم سب کو اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے۔

ایک اور بات اس سے متعلقہ ہے۔ زندگی کا کچھ پتہ نہیں۔ وہ بھی گزارش کر دیتا ہوں۔ مسجد میں داخل ہونے کی دعا کیا ہے؟ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ کتنے رحمت کے دروازے ہیں۔ کبھی سوچا ہے آج تک؟ ابواب فرمایا۔ ایک دروازہ نہیں ہے۔ ہزار ہا رحمت کے دروازے ہیں۔ ہر ایک کے لئے کھلتے نہیں ہیں اور بعض کے لئے نہیں بھی کھلتے۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ تو جب باہر نکلتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ۔ تو ہر قدم پر رحمت مانگی جاتی ہے۔ جب انسان مسجد میں داخل ہوتا ہے، دعا پڑھتا ہے یا غلطی سے نہیں بھی پڑھتا ہے، تو رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پروں کے نیچے آ جاتا ہے۔ پَر اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ اسی لئے نماز کا اختتام اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پر ہوتا ہے۔ یہ باتیں میں نے آج تک کسی سے نہیں کیں۔ یہاں علماء بیٹھے ہیں اس بات کو غور سے سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے اور اپنی رحمت سے مالا مال فرمائے۔

وَمَا تَوْفِیْقِی اِلَّا بِاللّٰہِ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْہِ اُنِیْبُ O (سورۃ ۱۱: آیت ۸۸)

تاریخ: ۳۱ اگست ۲۰۱۷ء بروز جمعرات

بمقام: راولپنڈی مرکز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَ صَلَّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہِ النَبِیِّ الْکَرِیْم

اَمَّابَعد فَاَعوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ O

(پارہ ۱۷، سورۃ انبیا ۲۱، آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے نہیں بھیجا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت۔

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَاالْعَظِیْم

گزشتہ قوموں پر گناہوں کی وجہ سے عذابِ الٰہی:

٦ جولائی کو میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حوالے سے کچھ باتیں عرض کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ یعنی جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کے سامنے پوری دنیا کے حال احوال ہیں۔ آج کل تو نیٹ آ گیا ہے، پتہ نہیں کیا کیا اور چیزیں آنے والی ہیں۔ پوری دنیا انسان کے دونوں ہاتھوں میں نہیں، ایک ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے دے دی ہے۔ مشرق مغرب، شمال جنوب، جہاں چاہے، جس وقت چاہے، بات کرے۔ میرے مولا کی اپنی دین ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی قومیں کیوں تباہ اور نیست و نابود کیں؟ چند ایک کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ آپ دنیا میں پھرو، دیکھو، قومیں کیسے تباہ ہوئیں؟ جن لوگوں نے جیسی حرکتیں کیں، ویسے اُن پر عذابِ الٰہی نازل ہؤا۔ یہ سب کو پتہ ہے کہ قومیں نیست و نابود کر دی گئیں۔ عاد و ثمود اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم۔ ان کی مثالیں قرآن شریف میں بیان ہوئیں۔

بعثتِ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ بچّت کی اصل وجہ:

وہ بیماریاں، وہ گناہ، وہ باعثِ گرفت چیزیں آج کل ہر جگہ عام ہیں۔ الّا ماشاءاللہ۔ وہ برائیاں ہر کوئی جانتا ہے۔ ان کا اظہار ہر کسی کو پتہ ہے کہ کیا ہے؟ لوگوں نے غیر ملکوں میں تمام علّتوں کے ادارے (organizations) بنا رکھے ہیں۔ ان تمام بدکاریوں کو قانونی شکل (legalize) دے رکھی ہے۔ اور بڑے خوش ہیں کہ ہم تو ٹھیک ٹھاک آباد ہیں۔ حالانکہ ان کو یہ پتہ نہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کی خاطر یہ بچے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو رحمت بنا کر بھیجا، جب تک آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم زمین پر رہے، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دنیا سے پردہ فرمایا، اب قیامت تک کے لئے وہ چیزیں میرے مولیٰ درگزر فرما رہے ہیں۔ پہلے ذرا سی غلطی ہوتی تھی تو صبح باہر دروازے پر لکھ دیا جاتا تھا کہ یہ حرکت اس نے رات کی ہے۔ آسمانوں سے پتھر نازل ہوئے اور پتھروں کی بارش برسائی گئی۔ کس طرح پہاڑ پھٹے اور کیسے چیخ پکار ہوئی؟ کس طرح قومیں نیست و نابود ہوئیں؟ آپ سب کو پتہ ہے۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وجود کے طفیل اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا پاس ہے کہ کیا بتاؤں؟

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کی شان:

مفتیِ اعظم مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑی ہستی تھے۔ پاکستان کے سب سے پہلے مفتیِ اعظم بھی ہیں۔ ایک دفعہ تقریر فرما رہے تھے۔ تقریر میں اُن کے دادا استاد حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کا نام آیا۔ وہ کیا ہستی تھے؟ اللہ تعالیٰ نے اُن کو کیا مقام بخشا تھا؟ انھوں نے یہ شعر پڑھا ؎

زباں پہ بارِ خدایا، یہ کس کا نام آیا

میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کا نام بڑا ثقہ ہے۔ بانیِ دیو بند اور بڑی ہی عجیب ہستی تھے۔ ایک واقعہ سنا دوں تا کہ اُن کی شان سے آگاہی ہو۔ ڈیڑھ دو سو سال پرانی بات ہے۔ ایک جگہ عیسائیوں کے خلاف مناظرہ ہو رہا تھا۔ آپؒ لگا تار ہر سوال کا جواب ارشاد فرما رہے تھے۔ اخیر اُس نے سوال کر دیا کہ کیا آپ کا ایمان اس بات پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ اس نے اعتراضاً یہ بات کہی کہ آپ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کبھی مُردہ زندہ کیا؟ عام آدمی تو نہیں سمجھتا۔ اس نے اعتراضاً یہ بات کہی کہ آپ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کوئی مردہ زندہ کیا؟ حضرت رحمۃ اللہ کو جوش آ گیا۔ آپؒ نے فرمایا اُن کی جوتیاں جن کے سروں پہ آئی ہیں وہ ہستیاں تابعین، تبع تابعین ہیں۔ خیرُ القرون میں (خَیرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِی ثُمّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُم ۔ حدیث مبارک) اُن کی تو بات جُدا ہے۔ بڑی ہستیاں تھیں۔ اُن کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کا غلام، میں ہوں۔ مردہ میں زندہ کرتا ہوں۔ تم میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بات کر رہے ہو۔ یہ کوئی کام ہے؟ لاؤ مردہ میرے سامنے۔ اس نے اپنی طرف سے ایک بڑا اعتراض کیا، بڑا مشکل سوال کِیا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ میں اُن کے غلاموں کے غلاموں کا غلام بھی نہیں۔ ایک ادنیٰ آدمی ہوں۔ مردہ تو میں زندہ کر سکتا ہوں۔ ایسی کون سی بات ہے۔ وہ خبیث ششدر رہ گیا۔ اس کے بعد مناظرہ ختم ہوا۔ جب اگلی تاریخ پڑی تو اُنؒ کے شیخ حضرت مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ جو زندہ تھے، انہوں نے فرمایا، بیٹا! مردہ زندہ کرنے کی بات آئی تو مجھے بُلا لینا۔

ذکراللہ کی برکت:

ایک استاد تھے، شیخ بھی تھے جو بچوں کو اللہ اللہ بتاتے تھے، سکھاتے تھے۔ پُرانے زمانہ کی بات ہے۔ شام کو بچے کھیلنے کے لئے باہر گئے تو ایک واقعہ پیش آ گیا۔ بچے آپس میں لڑ پڑے۔ کسی بچے نے کسی دوسرے بچے کو غصّے میں کہہ دیا کہ اللہ کرے تو مرے۔ وہ اُدھر ہی گر گیا۔ بچوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے کہ یہ کیا ہو گیا۔ دوڑے دوڑے استاد جی کے پاس آئے کہ استاد جی یہ ہو گیا۔ فرمایا کون بچہ تھا، جس نے یہ کہا تھا۔ بتایا گیا کہ یہ بچہ ہے۔ پوچھا کیا کہا تھا؟ وہ بیچارہ بچہ رو پڑا اور کہا کہ میرے منہ سے یہ نکل گیا تھا کہ اللہ کرے تو مرے۔ انہوں نے کہا کہ کہو قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ۔ اللہ کرے تو جئے۔ اس بچے نے کہا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ۔ وہ بچہ کھڑا ہو گیا۔

روشن لطائف کے اثرات:

پہلا لطیفہ حضرتِ آدم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نیچے ہے۔ دوسرا لطیفہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے قدموں کے نیچے ہے۔ تیسرا لطیفہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدم مبارک کے نیچے ہے اور چوتھا لطیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم مبارک کے نیچے ہے۔ پانچواں لطیفہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قدم مبارک کے نیچے ہے۔ چھٹا لطیفہ نفس اسمائے حسنیٰ کے انوارات کے نیچے ہے۔ اور ساتواں لطیفہ سلطانُ الاذکار ہے۔ تمام اولیا اللہؒ جتنے بھی گزرے ہیں ان کی توجہ ساتویں لطیفے پر ہوتی ہے۔ جس کا جو بھی لطیفہ روشن ہو، قوی ہو، غالب ہو، ویسے ہی اقدامات اس سے صادر ہوتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ایسی سینکڑوں باتیں ہیں اس طرح کی۔

حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اُمّتی ہونا ۔ بخشش کی وجہ:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک قصیدہ لکھا ہے ۔ اس کا نام قصیدہِ بہاریہ (بہار سے) ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ کوئی بعید نہیں کہ روزِ محشر کو ہزاروں مغفرتیں قربان ہوں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اُمّتیوں کے گناہوں پر۔ کوئی بعید نہیں، رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ، جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، محبوبیّت کی بنا پر بڑے بڑے گناہگار بخشے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ یہ کون ہے؟ بڑا گناہ گار شخص ہے۔ بڑے بڑے گناہ ہیں۔ کیا رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اُمّتی ہے؟ اُمّتی ہے، بخشا گیا۔ محض اُمّتی ہونا۔ اُمّتی کی لاج رکھنا۔ اُمّتی والے کام کرنا۔ نام لیوا کے یہ حالات ہیں تو کام لیوا کے

گیا۔ محض اُمّتی ہونا۔ اُمّتی کی لاج رکھنا۔ اُمّتی والے کام کرنا۔ نام لیوا کے یہ حالات ہیں تو کام لیوا کے حالات کیسے ہوں گے؟

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اتباع انتہائی خوش نصیبی ہے:

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اتباع نصیب ہو جائے تو انتہائی خوش نصیبی ہے۔ اس لئے کسی سنّت کے عمل کو معمولی نہ جانیں۔ معمولی نہ سمجھیں۔ یہ عمل رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ہے، بس! پہلا درجہ اور آخری درجہ یہی ہے کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا عمل ہے۔ بس ختم اور کسی چیز کا محتاج نہیں ہے قطعاً۔

موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اور سنّت سے اعراض کا نتیجہ:

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقعہ پیش آ گیا کہ حضرتؑ کوہِ طور پر تشریف لے گئے۔ واپسی پہ سامری نے کام خراب کیا۔ اس نے وہ خباثت کی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سموں کی مٹی لی سونا اکٹھا کر کے پگھلا کے بچھڑا بنایا جب بچھڑا بنایا اور اس کو مٹی میں رکھا، تو ٹیں ٹیں کرنا شروع ہو گیا۔ بولنا شروع ہو گیا تو اس نے کہہ دیا کہ نعوذُ باللہ جس خدا کی پوجا موسیٰ علیہ السلام کرتے ہیں وہ یہی ہے۔ تو کئی لوگ ۔۔۔ جو ماڈرن کہلاتے ہیں۔ میں کیا کہوں؟ نئی نئی آوازیں آ رہی ہیں پوری دنیا سے۔ کوئی کچھ بول رہا ہے، کوئی کچھ بول رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ جس نے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لائے ہوئے دین کو چھوڑا وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُوۡءمِنِیۡنَ جو سبیل المؤمنین ہے۔ ہزاروں سال پہلے قرآن مجید میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ وہ ہر چیز کو ہر وقت ایک علم کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ کبھی کوئی جماعت پیدا ہوتی ہے، کبھی کوئی جماعت پیدا ہوتی ہے، کبھی کوئی جماعت پیدا ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ میں کسی نے ہم سے کہا کہ صوفیا کی جماعت تو بہت بعد میں پیدا ہوئی۔ میں نے کہا، دنیا میں پہلی تخلیق ہوئی تو صوفی تخلیق ہوا۔ لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ آدَمُ صَفِیُ اللّٰہ ۔صوفی تو پہلے دن سے شروع ہوا۔ ابھی کی جماعت نہیں ہے۔ تو میں بات سنا رہا تھا موسیٰ علیہ السلام کی۔ اس سامری نے خباثت کی۔ بچھڑا بنایا اور بچھڑا بنا کر کہا کہ اس کی پوجا کرو۔ میں بتا رہا تھا کہ جو لوگ جو اپنے آپ کو جدید ماڈرن سمجھتے ہیں۔ ہر چیز جو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم لائے ہیں، نعوذ باللہ!، زندگی کا معیار ہی اعتراض پر رکھا ہے۔ اس پر اعتراض، اُس

پر اعتراض۔ ان کو اُٹھنے پر اعتراض، ان کو بیٹھنے پر اعتراض، شادی پر اعتراض، کھانے پر اعتراض۔ کیا ہے ان کے پلّے؟ ہئیت انگریزوں کی، کفار کی اور باتیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ دین کو بچانا بہت مشکل کام ہے۔ بڑا ہی مشکل کام ہے۔ تو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرمانے ہیں کہ جس کسی نے میرے لائے ہوئے دین، بھیجے ہوئے پیغمبر کی کسی بات پر اعتراض کیا، اعراض کیا یا نئی راہ اختیار کی، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔ وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ۝ (۴:۱۱۵) (ترجمہ: اور جو کوئی اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مخالفت کرے جب کہ اس پر ہدایت ظاہر ہو چکی، اور سب مومنوں کے راستہ کے خلاف چلے ہم اس کے حوالے کر دیں گے جو اس نے اختیار کیا اور ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے اور یہ پلٹنے کی بری جگہ ہے)۔ اللہ تعالیٰ روکتے نہیں ہیں۔ چلنے دیتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ نہیں پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ملی ہوئی ہے۔ اب آپ اپنے پورے زمانے کو، پورے لوگوں کو دیکھ لیں کہ کس قبیل میں آتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام جب واپس تشریف لائے اور سامری بے ایمان کے خود ساختہ بنائے ہوئے بچھڑے کو دیکھا تو انتہائی غصّے ہوئے، سخت غضبناک ہوئے۔ اپنے بھائی ہارون علیہ السلام (جو اللہ کے نبی تھے اور انہوں نے خود ہی انہیں اللہ سے مانگا تھا) کو ان کی داڑھی مبارک پکڑ کے، سر کے بال پکڑ کے کھینچا کہ بھائی! میرے بعد یہ کیا ہو گیا؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ خباثت سامری نے کی ہے۔ اس طرح کی باتیں کی ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے، روئے۔ یا اللہ! اِن سے غلطی ہو گئی ہے۔ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں۔ ان کو معاف فرمائیں۔ اِن سے غلطی ہوئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات نے ارشاد فرمایا۔ ٹھیک ہے، غلطی ہوتی ہے، انسان سے خطا ہوئی ہے، مگر میں مشرک کو نہیں چھوڑوں گا۔ شرک معاف نہیں ہوگا۔ آپ کی سفارش کرنے پر اتنا ہے کہ معافی میں دے دیتا ہوں مگر جس کسی نے بھی اس بچھڑے کی پُوجا کی ہے وہ کفن باندھ لے۔ اور باقی لوگ تلوار پکڑ کے ان کے سر قلم کر دیں۔ یہ زمین پر نہیں رہ سکتے۔ اس قابل نہیں ہیں کہ یہ زمین ان کو برداشت کرے۔ حتّٰی کہ ایک روایت میں یوں آتا ہے۔ اس طرح سے گردنیں اُڑیں کہ لوگوں کے ٹخنوں تک خون آ گیا۔ لت پت ہو گئے۔ تب جا کے معافی ہوئی۔

حضورا کرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اُمّتیوں کے لئے معافی کی ایک شکل:

یہاں کیا عالم ہے؟ پچھلی امتوں کے حالات وواقعات کے برعکس حضورا کرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمّت کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُ وا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا O (۴:۶۴) (ترجمہ: یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر آپؐ کے پاس آتے، پھر وہ اللہ سے بخشش چاہتے اوران کے لئے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ سے مغفرت چاہتے تو وہ ضرور پاتے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان)۔مطلب یہ کہ جب کوئی اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے تو رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو۔(جَآءُوْكَ ۔ جَآءُوْكَ ۔ پکار پکار کر بتا تا ہے کہ آ جاؤ۔روضۂ اطہر کے باہر لکھا ہوا ہے۔پھر لوگ کہتے ہیں کہ آپ مدینے پاک بار بار جاتے ہیں۔کس لئے جاتے ہیں۔اس جَآءُوْكَ کے طفیل جاتے ہیں) تا کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں توبہ نکالے۔استغفار کرے اوراس کی توبہ پر رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ کے ہاں توبہ کر دیں یا اللہ اس کو معاف فرما دیں وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ ۔رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم توبہ پر ساتھ فرما دیں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔نہ کفن باندھنا پڑا، نہ گردن اڑانی پڑی، نہ خون بہانا پڑا۔صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر دعا فرما دیں تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔کیونکہ انہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔اس سے بڑھ کر اور رحمت کیا ہوگی۔ہم لوگ تمام علّتوں اور تمام خباثتوں کے باوجود جو بچے ہوئے ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا لحاظ ہے۔اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا پاس ہے جس کے طفیل ہم بچے ہوئے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے عقلمند ہیں۔ بڑے سمجھدار ہیں، ہم کچھ بھی نہیں۔وقت بہت تھوڑا ہے۔زندگی کا کچھ پتہ نہیں۔سوچا دل کا درد گزارش کر دوں۔بہت چیزیں ایسی ہیں جو اس کے تحت آتی ہیں۔ بے شمار چیزیں جس طرح جس طرح سوچیں گے تو سمجھ آنے لگیں گی۔انشاءاللہ۔

وَمَا تَوْفِيقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ O (سورۃ ۱۱: آیت ۸۸)

بکار نیک گردد یاور تو | بکوئے نیک نامی رہبر تو
چنیں یارے کہ یابی خاک اوشو | اسیر حلقۂ فتراک اوشو
مکن باصوفیان خام یاری | کہ باشد کار خاماں خام کاری

(حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ)

مفہوم:

شیخ کامل ایک تو روحانی باپ ہے، دوسرا استاد اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شیخ سے سالک کو وہ چیز حاصل ہوتی ہے جو انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے

Xerox All Prints
We print every thing
Cell:0321-5845607, E-mail:xeroxallprints@gmail.com